بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

ادلب کی محاذ پر بین الاقوامی اور علاقائی ممالک کا حقیقی کردار

سوال: شامی حکومت نے اپنی فوج کو صوبہ ادلب کے جنوب کی طرف روانہ کیا ہے اور روس نے ادلب کے محاذ پر "آخری عظیم جنگ!" کے لئے اپنی فوجی تیاری کا اعلان کیا، جس کے لئے اس نے بحیرہ روم کے مشرق میں اپنی جدید تاریخ کی سب سے بڑی فوجی مشقیں شروع کر رکھی ہیں۔ بہت سے لوگ 7 ستمبر 2018 کو تہران میں منعقد روسی-ترکی اور ایرانی سربراہ اجلاس کے بعد لڑائی کے آغاز کے انتظار میں تھے۔ ترک صدر اردوان نے ادلب پر فوجی مہم کے خلاف اپنے اعتراضات کا اظہار کیا، اور اس طرح ادلب پر حملہ غیر فوجی علاقے(demilitarized zone) کے معاہدے میں تبدیل کر دیا گیا جو ترک صدر اردوان اور روسی صدر پیوٹن کے درمیان 17 ستمبر 2018 کو ہوا۔ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے؟ امریکہ نے بھی کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کے خلاف سخت ردعمل کی دھمکی دی ہے، اور کچھ یورپی ممالک نے بھی یہی زبان استعمال کی ہے۔ ادلب کی جنگ پر بین الاقوامی اور علاقائی ممالک کا حقیقی کردار کیا ہے؟

جواب: ادلب کی جنگ پر بین الاقوامی ممالک کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل حقائق پر نظر ڈالنی ہو گی:

1- ابتدا سے ہی سے ہم بتاتے آرہے ہیں کہ امریکہ اپوزیشن سے تعاون اور اس کی حمایت میں مخلص نہیں ہے۔ امریکہ، ترکی اور سعودی حکومتوں کے پیچھے کھڑا ہے جو شام کے گروہوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور "انعام اور سزا" کی پالیسی کے تحت انہیں شامی حکومت کے ساتھ مصالحت اور عارضی صلح پر مجبور کر کے ان سے علاقے خالی کروا کے ان پر بشار حکومت کا قبضہ کروا رہے ہیں۔ یقیناً، جنوب میں حزب اختلاف کے ان گروہوں کے لئے امریکہ کا پیغام بہت واضح اور کھلا تھا، کہ وہ شام کی فوج کی جارحانہ کارروائی کو روکنے کے لئے امریکی حمایت کی توقع نہ رکھیں۔ ادلب کے بارے میں اقوام متحدہ میں امریکی سفیر نکی ہیلی نے ایک نیوز کانفرنس میں کہا: "یہ ایک دردناک صورتحال ہے، اور شام کے صدر بشار الاسد کی حکومت اس کے اتحادیوں روس اور ایران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ شام پر قبضے کے راستہ پر جانا چاہتے ہے تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔۔۔" اس نے مزید کہا: "لیکن وہ کیمیائی ہتھیار استعمال نہیں کر سکتے" (رائٹرز 4 ستمبر 2018)۔

امریکہ نے شام پر شامی حکومت کے کنٹرول کے بجائے اس کی جانب سے کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کے خلاف اپنی مخالفت کا اعلان کیا۔ امریکی چیئرمین جوائنٹ چیف آف اسٹاف، جوزف ڈینفورڈ نے بھی کچھ اس طرح کہا، "وسیع پیمانے پر روایتی عسکری آپریشن کے برعکس ترکی، شام اور روسیوں کے درمیان انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں پر واضح طور پر مزید بات چیت صحیح نقطہ نظر ہے"۔ انہوں نے مزید کہا: "میرا مشورہ ہے کہ انسداد دہشت گردی کی عسکری کارروائیوں کو اس انداز سے ہونا چاہیے کہ معصوم زندگیوں کے نقصان کا خطرہ کم ہو" (رائٹرز 4 ستمبر 2018)۔ امریکہ جب بھی چاہتا ہے کیمیائی ہتھیاروں کا مسئلہ اٹھاتا ہے تاکہ شامی حکومت سے اپنی پالیسیوں کا نفاذ کروا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ شامی حکومت امریکہ کی حمایت ہی کی وجہ سے اتنے سکون میں ہے اور امریکہ کی اجازت کے بغیر، ایران اور روس شام میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اور یہ امریکہ ہی ہے کہ جس کے مطالبے پر ترکی اور سعودی عرب نے مسلح گروہوں کو مصالحت اور عارضی صلح کے معاہدوں اور علاقے خالی کر کے بشار حکومت کے حوالے کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور امریکہ کے بغیر، ظالم بشار حکومت بین الاقوامی برادری اور جنیوا مذاکرات میں واپس نہیں آسکتی تھی اور انقلاب کے شروع کے سالوں کی اپنی کھوئی ہوئی قانونی حیثیت بحال نہیں کروا سکتی تھی۔

2- امریکہ ہی نے شام میں روسی فوج کو مداخلت اور حکومت کی حمایت کی اجازت دی ہے۔ روس، ایران اور ایران کے حمایت یافتہ مسلح گروہوں نے اہم امور مکمل کیے جس کی وجہ سے شامی حکومت نے بہت سے علاقے اپنے کنٹرول میں لے لیے ہیں۔ باقی رہ جانے والے علاقوں میں سے سب سے اہم اور اہمیت رکھنے والا شہر ادلب بچا ہے۔۔۔ روس شام کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور فوجی کارروائیاں مکمل کر کے سیاسی حل پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے ادلب میں گھسنا چاہتا تھا جبکہ امریکہ ادلب کے اختتام سے قبل سیاسی حل کا انتظام کرنا چاہتا ہے اور روس کو شام سے نکالنے کے لئے ادلب کے معاملے کو استعمال کرتے ہوئے کبھی فوجی خطرے کو بڑھا دیتا ہے تو کبھی کم کر دیتا ہے۔ روس نے شام کے حل کے لئے امریکی منصوبے کی منظوری دے دی ہے کہ جس کے مطابق امریکہ نے سیاسی حل کے لئے روسی فوجی اڈوں کو ہٹانے کی شرط رکھی ہے اور شامی حزب اختلاف کو روسی فوجی اڈوں کو ہٹانے کو شام کے حل کی ایک شرط کے طور پر زور دینے کے لئے استعمال کیا ہے، یعنی روس اپنا زیادہ نقصان کیے بغیر چھوڑنے کے لئے مطمئن ہے! لہٰذا، روس کی فوجی کارروائیوں کی شکل میں ادلب پر حملہ کرنے کے لئے کیے گئے منصوبے کی مخالفت ترکی نے امریکہ کے کہنے پر کی ہے۔

3- روس نے شام میں اپنے فوجی مشن کو ٹرمپ انتظامیہ کے آنے کے بعد بغیر کسی سیاسی حل کو ذہن میں رکھے جاری رکھا، لہٰذا امریکہ کی رضامندی کے مطابق ترکی کے تعاون سے غوطہ پر قبضہ ہوا، اور اسی سیاق وسباق میں جنوب کے قبضے کا آغاز ہوا۔۔۔ اور اُسی وقت، امریکہ نے روس کے ساتھ شام پر بات چیت کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ ٹرمپ انتظامیہ کم از کم جب تک فوجی مشن مکمل نہیں ہو جاتا روس کے لئے کوئی سیاسی کردار نہیں دیکھتی۔ جب ادلب میں مسلح شام کے انقلاب کو کچل دیا گیا تھا تو روس چاہتا تھا کہ اس کا فوجی آپریشن جاری رہے، لہٰذا اس نے اپنی فورسز کو متحرک کیا اور فوجی مشقیں شروع کیں، بڑے بڑے جنگی بحری جہاز، اسٹریٹجک ایئر لانچرز اور بحیرہ روم کی تاریخ میں پہلی بار فضائی آمد و رفت کو بند کیا گیا۔ جلد روس نے خود کو بڑی مصیبت میں پایا؛ روس نے ایسی صورتحال کا سامنا کیا کہ جس کا اُس نے حساب نہیں لگایا تھا، بشمول:

ا- ادلب میں بلا تفریق آپریشن کی ترکی کی مخالفت: ترکی نے ادلب شہر پر بلا تفریق جنگ مسلط کرنے سے اتفاق نہیں کیا (ترکی کے وزیر نے کہا کہ "دہشت گردوں" کی شناخت کرنی چاہیے اور صرف ان سے لڑائی کرنی چاہئے، اور یہ صحیح نہیں ہے کہ ادلب پر ایک مکمل جنگ مسلط کر دی جائے اور شہر پر بلا تفریق بمباری کی جائے) ایناب بالادی 14 اگست 2018۔ روس، ترکی اور ایران کے صدور کے درمیان تہران کانفرنس میں ترکی کی جنگ کی مخالفت واضح طور پر ظاہر ہو گئی۔ ترکی نے روس کو تعجب زدہ کر دیا جب اُس نے ادلب پر جنگ سے متعلق اپنے خطرات اور اس کے نتیجے میں پناہ گزینوں کی آمد پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ اُس نے یہ کہتے ہوئے روس کو الجھن میں ڈال دیا کہ جنگ کو ایک آلہ کے طور استعمال کرتے ہوئے شام میں سیاسی حل کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (ترکی کے صدر طیب اردوان نے جمعہ کو ایک بیان میں کہا کہ اپوزیشن کی طرف سے کنٹرول کئے جانے والے صوبے ادلب پر جاری مسلسل حملے، شام میں سیاسی عمل کے خاتمے کا سبب بن جائیں گے۔۔۔ الیوم الصبی'07/09/2018)۔ اس کے بعد ادلب پر جنگ مسلط کرنے کی روسی کوششوں کے خلاف امریکی لب ولہجہ میں سختی کے ساتھ ہی ترکی نے ادلب میں فوجی اہمیت کے حامل خاص مقامات پر اپنے ہتھیار نصب کر دیئے، یہ وہ مقامات ہیں جو کے روس اور ایران کے ساتھ لڑائی کی شدت کو کم کرنے کے لئے ایک معاہدے کے تحت قائم ہوئے، (بروز اتوار لڑائی کے مقام پر موجود ذرائع اور گواہوں نے "اسکائی نیوز عرب" کو بتایا کہ ترک فوجی قافلے ترکی سے متصل سرحد کے قریب کیفرلوسن کے علاقے سے، شام کے حزب اختلاف کے گروہوں اور دیگر گروپوں کے زیر انتظام ادلب شہر اُس کے مصافات اور شمالی شام میں داخل ہوئے ہیں ان فوجی قافلوں میں ٹینک، فوجی ساز و سامان اور گولہ بارود تھا۔۔۔ اسکائی نیوز عرب 9 ستمبر 2018)۔

لہٰذا، ترکی ادلب میں فوجی گروہوں کو ختم کرنے کی روسی کوششوں میں ایک رکاوٹ بن گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے تہران کی ملاقات کے صرف نو دنوں کے بعد ہی اردوان اور پوٹن کے درمیان دوسرا اجلاس سوچی میں 16 ستمبر 2018 کو ہوا۔

ب- ایرانی موقف میں تبدیلی کے اشارے: ایران نے 7 ستمبر 2018 کو تہران میں ہونے والے سربراہ اجلاس میں ادلب میں موجود اعتدال پسند مسلح اور "دہشت گرد" گروہوں کے درمیان غیر معمولی طور پر امتیاز کرنے کا اظہار کیا کہ جیسے وہ ترک صدر اردوان کے موقف کی حمایت کرتا ہے جو جنگ کو مسترد اور روس کی لڑائی جاری رکھنے کے موقف کی مخالفت کر رہا ہے، جس سے ایران کا موقف واضح ہونے لگا۔ (ایران کے وزیر خارجہ محمد جاوید ظریف نے ہفتے کے روز، پریس بیان میں اپنے ملک کے موقف کا اعتراف کیا کہ شام کے حالات کا حل فوجی نہیں بلکہ سیاسی ہے، جاوید ظریف نے جرمن اخبار (ڈیر سپیگل) کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ایران ادلب کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے، اور خطے پر کسی بھی فوجی حملے کو انہوں نے "خون کی ہولی" سے تعبیر کیا۔۔۔ (ترک زمان اخبار 15 ستمبر 2018)۔ لہٰذا اگر ایران کا یہ موقف ہے، تو روس خود کو ادلب کے محاذ پر اکیلا پائے گا، اور روس اکیلے یہ لڑائی نہیں لڑ سکتا۔

ج- لیکن سب سے زیادہ خطرناک امریکی موقف ہے: امریکہ ادلب میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال پر فوجی حملے کا ڈھول پیٹ رہا ہے۔ روس جانتا ہے کہ امریکہ بشار حکومت کے ذریعے کیمیائی حملوں کو روکنے اور کنٹرول کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے روس نے مسلح مخالفین پر الزام لگایا کہ وہ

خود اپنے خلاف کیمیائی حملے کی تیاری کر رہے ہیں تاکہ امریکی حملے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ روس نے برطانیہ پر بھی اس "کیمیائی سازش" میں ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے جس کے متعلق اس نے کہا تھا کہ شام میں عام طور پر امریکی حملے روس کے لئے بہت پریشان کن ہیں، لیکن اس دفعہ امریکی حملے زیادہ شدید اور بڑے ہو سکتے ہیں! امریکی قومی سلامتی کے مشیر جان بولٹن نے ایک پالیسی بیان دیتے ہوئے کہا کہ "ہم نے حالیہ دنوں میں پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے کہ اگر کیمیائی ہتھیاروں کا تیسری دفعہ استعمال ہوا تو جواب بہت زیادہ شدید ہو گا۔ اس نے مزید کہا کہ ہم برطانیہ اور فرانس کے ساتھ مشورہ کر چکے ہیں جو دوسرے حملے میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے تھے اور اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ کیمیائی ہتھیاروں کا ایک اور استعمال بہت شدید رد عمل کا باعث ہو گا" (عربی 21، 10 ستمبر 2018)۔ روس نہ صرف کسی امریکی اور مغربی مشترکہ حملے سے ڈرتا ہے جو کے شام میں اس کو شرمندہ کر سکتا ہے بلکہ وہ وہاں اپنے فوجیوں پر ہونے والے حملے سے بھی ڈرتا ہے۔

د- اس کے علاوہ، 4 ستمبر 2018 کو اسرائیل نے شام میں حماۃ اور بنیاس کے مغربی دیہی علاقے طرطوس میں مصیاف کے قریب وادی العیون پر، روسی فوجی اڈوں کے پاس (حمیمیم میں روسی ہوائی اڈے سے 50 کلو میٹر دور) اور طرطوس میں روسی فوجی اڈے کے اوپر اُن دنوں میں فوجی حملہ کیا جبکہ روس پہلی سے لے کر آٹھ ستمبر 2018 کے

دوران بحیرہ روم میں اپنی موجودہ تاریخ کی سب سے بڑی فوجی مشقوں میں مصروف تھا جس میں روسی بحری اور فضائی افواج کے درجنوں گروپوں بڑے پیمانے پر شریک ہوئے تھے۔ ایسے دنوں میں اسرائیل کا یہ فوجی حملہ روس کے لیے ایک انتہائی بڑا چیلنج تھا۔ سانا نیوز ایجنسی نے رپورٹ کیا ہے کہ "بشار حکومت کے فضائی دفاعی نظام نے اسرائیلی میزائلوں کا جواب دیا جو کہ مغربی بیروت سے کم اونچائی پر داخل ہونے والے اسرائیلی جہازوں سے شمال کی طرف صوبہ حماۃ اور طرطوس کے علاقوں میں وادی العیون پر داغے گئے تھے"۔ "راکٹوں سے نمٹا گیا" اور ان میں سے کچھ کو مار گرایا گیا اور حملہ آور جہازوں کو فرار ہونے پر مجبور کر دیا گیا" (العربیہ نیٹ، 4 ستمبر 2018)۔ یہودی وجود بغیر امریکی تعاون اور ہدایت کے روسی فوجی اڈوں کے قریب اس طرح کا حملہ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا، لیکن مقصد شاید یہ پیغام دینا تھا کہ روسی فضائی دفاعی نظام (یس-500) کے پاس ابھی امریکی فضائی ٹیکنالوجی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، اور روس اس بات سے خوفزدہ ہو جائے کہ شام میں اس کے طیاروں اور اس کے فوجی اڈوں پر امریکہ اور اُس کے مغربی اتحادی بمباری کر سکتے ہیں۔

ڈ- اور یہ ہوا کہ روس کے ایک ہوائی جہاز کو ادلب کے دیہی علاقوں میں مار گرایا گیا تھا، جس کی وجہ سے روس ایک طرح مصیبت میں پڑ گیا: "روسی فضائیہ کے ترجمان میجر جنرل اگور کوناشنیکوف نے کہا کہ (اسرائیلی) پائلٹوں نے روسی طیارے کے راستے میں مداخلت کی جس کی وجہ سے طیارہ شامی فوج کی فائرنگ کی زد میں آ گیا اور مارا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ: "یہ ممکن نہیں تھا کہ (اسرائیلی) فلائٹ کنٹرولرز اور 'ایف-16' کے پائلٹوں نے روسی طیارے کو نہ دیکھا ہو، کیونکہ طیارہ 5 کلومیٹر کی اونچائی تک اُتر گیا تھا، لیکن انہوں نے جان بوجھ کر اُسے مصیبت میں ڈال دیا"۔ اس طرح پیر کی شام
ای ایل-20 کا یہ طیارہ جو کہ ساحلی شہر لاٹاکیہ کے قریب حمیمم کے روسی ہوائی اڈے کی طرف واپس لوٹ رہا تھا پندرہ روسی فوجیوں سمیت دشمن کے میزائل حملے میں مار گرا گیا تھا۔ "اسرائیلی "ترجمان کے مطابق "اسرائیل" نے شام میں روسی افواج کو پہلے سے کوئی پیشگی اطلاع نہیں دی تھی، بلکہ روس کو حملہ سے صرف ایک منٹ پہلے ہاٹ لائن کے ذریعہ آپریشن کی رپورٹ دی گئی تھی، انہوں نے مزید کہا: "اس ہی وجہ سے ہمیں روسی طیارے کو کسی محفوظ علاقے میں لے جانے کا موقع نہیں مل سکا۔۔۔" (اسکائی نیوز عربیہ، منگل کو دوپہر، 18 ستمبر 2018)

روسی دفاعی وزارت کے ترجمان اگور کوناشنیکوف نے 18 ستمبر 2018 بروز منگل بتایا کہ (اسرائیل) نے شام میں لاٹاکیہ کے قریب اپنے فوجی آپریشنوں کے بارے میں روسی افواج کے ذمہ داران کو آگاہ نہیں کیا۔ اگور کوناشنیکوف نے کہا: "اسرائیل نے شام میں اپنی منصوبہ بندی سے روسی افواج کے رہنماؤں کو مطلع نہیں کیا۔ اطلاع حملے سے صرف ایک منٹ پہلے "ہاٹ لائن" کے ذریعے دی گئی، جس کی وجہ سے روسی طیارے کو محفوظ علاقے کی طرف واپس جانے کا موقع نہیں مل سکا۔" ترجمان نے کہا کہ (اسرائیلی) جہاز کی وجہ سے روسی طیارہ شامی حکومت کے فضائی دفاعی نظام کی زد میں آ کر تباہ ہوا۔ انہوں نے مزید کہا کہ (اسرائیلی) ایئر فورس کے چار ایف-16 طیاروں نے 17 ستمبر 2018 کو لاٹاکیہ شہر کے قریب اہداف پر بمباری کی۔ حملہ کم اونچائی سے کیا گیا تھا۔ اگور کوناشنیکوف نے کہا کہ غیر ذمہ دارانہ اقدامات کی وجہ سے روس کے 15 فوجیوں کی ہلاکت ہوئی، جو روسی-اسرائیلی تعاون کی روح کے مطابق نہیں ہیں (سپٹنک عربیک نیوز 18 ستمبر 2018)

<u>ان تمام حالات نے روس کو عسکری طور پر ادلب کے معاملے کو حل کرنے میں ناکام بنا دیا ہے اور وہ امریکہ کی حمایت سے یہودی وجود کی اشتعال انگیزیوں کا سامنا کرنے کے قابل نہیں ہے!</u>

4- لہٰذا، امریکہ چاہتا ہے کہ روس شام میں پھنسا رہے، اور اس سے باہر نکلنے میں ناکام رہے جب تک کے امریکہ اپنے منصوبوں کے مطابق شام میں سیاسی حل کے عمل کو مکمل نہیں کر لیتا۔ امریکی قومی سلامتی کے مشیر جان بولٹن نے بدھ کو رائٹرز کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کہا، "روس شام میں پھنس گیا ہے اور دوسروں کو وہاں جنگ کے بعد کے تعمیراتی فنڈز فراہم کرنے کے لئے تلاش کر رہا ہے"، جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ واشنگٹن کے پاس ماسکو سے بات چیت کرنے کے لیے کمزوری ہاتھ آ گئی ہے۔ بولٹن نے کہا کہ "اس وقت روس وہاں پھنس گیا ہے۔" انہوں نے مزید کہا: "مجھے نہیں لگتا کہ وہ وہاں پھنسنا رہنا چاہتا ہے۔۔۔" (ماخذ: سپٹنک عربیک نیوز، 22 اگست 2018)۔
روس اس امریکی پالیسی سے آگاہ ہو گیا ہے، اور شاید امریکہ کے اُسے شام میں پھنسائے رکھنے کے اثرات کا احساس کر چکا ہے۔ روس واقعی شام میں پھنس چکا ہے اور امریکہ کہ جس کے پاس شام میں اثر و رسوخ کا تمام کنٹرول ہیں، اُس کی اجازت کے بغیر شام سے نہیں نکل سکتا، اور اس ہی وجہ سے یہ اُس فوجی حملے پر عمل درآمد نہیں کر سکا جو اُس نے ادلب کے بحران کو ختم کرنے کے لئے تیار کیا تھا جو اُس کی منصوبہ بندی میں تھا کیونکہ ترکی نے (امریکہ کے اکسانے پر) اعتراض کیا تھا اور ایران خاموش رہا تھا۔۔۔ لہٰذا، 7 ستمبر 2018 کو ہونے والی ملاقات میں ایران نے روسی منصوبے کو منظور نہیں کیا جس میں روس ادلب پر حملے کے ذریعے شام کے بحران کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اردوان اور پوٹن کے اجلاس کو چند دن ہی ہوئے تھے کہ ادلب پر حملے کو غیر فوجی علاقے (demilitarized zone) میں بدل دیا گیا تھا! ایسا امریکی مطالبے پر ہوا تھا۔ نووستی نیوز ایجنسی نے 18 ستمبر 2018 کو ایک امریکی اہلکار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا: "ہم ادلب کے صوبے کو اسد اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے فوجی حملے سے بچانے کے لئے روس اور ترکی کی طرف سے کیے گئے اقدامات کا خیر مقدم اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔۔۔" "پیر کے روز، روسی صدر ولادامیر پوٹن نے ترکی کے اپنے ہم منصب رجب طیب اردوان کے ساتھ معاہدہ کا اعلان کیا کہ، "شمال مغربی صوبے ادلب میں 15 دسمبر تک ایک "غیر فوجی علاقے (demilitarized zone)" کا قیام کیا جائے گا جو کہ جنگ میں شریک

ملکوں کے کنٹرول میں ہو گا۔ روسی تفریحی مقام 'سوچی' میں ترکی کے اپنے ہم منصب کے ساتھ روسی صدر نے ملاقات کے اختتام پر کہا: "ہم نے اس سال 15 اکتوبر سے لڑائی زدہ علاقوں کی سرحد کے ساتھ سے 15 سے 20 کلومیٹر اندر تک ایک "غیر فوجی علاقے (demilitarized zone)" کے قیام پر اتفاق کیا ہے۔ پوٹن نے کہا کہ یہ معاہدے "اس مسئلہ کو حل کرنے میں پیش رفت" کرنے کے لئے "سنجیدہ حل" کی نمائندگی کرتا ہے۔ روسی وزیر دفاع سرگئی شیوگو نے روسی ایجنسیوں کو بتایا کہ یہ معاہدے شام کے مختلف گروہوں کے آخری علاقے ادلب پر آنے والے دنوں میں ہونے والے حملوں کی روک تھام کا باعث بنے گا۔ انٹر فیکس اور تاس نیوز ایجنسیوں کے مطابق ایک سوال کے جواب میں کہ کیا اس معاہدے کا مطلب یہ ہے کہ ادلب پر کوئی فوجی حملہ نہیں ہو گا، وزیر نے جواب دیا "ہاں"۔ اس کے برعکس، دونوں صدور کے درمیان ملاقات کے بعد پریس کانفرنس میں اردوان نے کہا: "روس اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ ادلب میں ڈی ایسکلیشن زون (de-escalation) پر کوئی حملہ نہ ہو ضروری قدم اٹھائے گا(فرانس 24/ اے ایف پی 17 ستمبر 2018)۔

اسی لیے روس نے ادلب پر بمباری روک دی اور اپنے اُن بحری جہازوں کو واپس بھجوادیا جنہوں نے بحیرہ روم میں فوجی مشقیں کیں تھیں۔ روس اب بھی براہ راست امریکہ سے یا پھر بالواسطہ ترکی کے ذریعے التجا کر رہا ہے کہ ادلب میں سیاسی حل سے پہلے فوجی کارروائی کی جائے۔ مگر امریکہ ادلب میں فوجی کارروائی سے پہلے سیاسی حل چاہتا ہے تاکہ وہ اسے روس پر دباؤ برقرار رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہوئے شام میں اُس کے فوجی اڈوں کے معاملے پر اُسے بلیک میل کر سکے اور پھر حزب اختلاف کو استعمال کرتے ہوئے سیاسی حل میں اِن فوجی اڈوں کے معاملے کو اُٹھوائے۔۔۔ اس تمام معاملے کے پیچھے ترکی اور امریکہ کا مفاد یہ ہے کہ ادلب پر روسی حملہ بنیادی طور پر امریکہ کے مفادات کے لئے تھا نہ کہ بشار حکومت کو ادلب پہنچنے سے روکنے کے لیے یا شہریوں کو محفوظ بنانے کے لئے، مگر درحقیقت اس وقت امریکہ ادلب پر وہ حل نافذ کرنا چاہتا ہے کہ جس کی وہ خواہش رکھتا ہے اور روس کو اس کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے بعد اُسے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی کہ ادلب میں کس کا خون بہے، شہریوں کا یا دوسروں کا، غیر فوجیہ علاقہ (demilitarized zone) ہو یا نہ ہو۔ شام کے مختلف علاقوں میں امریکہ کی تاریخ اُس کے جرائم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔۔۔

5- یہ ادلب پر جنگ کی علاقائی اور بین الاقوامی صورتحال کی حقیقت ہے۔۔۔ لیکن ایک چیز ہے جو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہو سکتی ہے اور جو علاقائی اور بین الاقوامی صورتحال کو یکسر بدل سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ادلب میں مختلف گروہ اپنا کردار صحیح طریقے سے، اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو کے ایمانداری سے ادا کریں۔ ادلب میں یہ گروہ دو قسم کی ہیں:

پہلا گروہ: ترکی کے ساتھ منسلک فوجی گروہوں ہیں جنہوں نے، مختلف علاقوں سے انخلاء کیا اور دھوکہ دیا۔ اور ترکی کے شدید دباؤ کی وجہ سے مصالحت اور جنگ بندی کی اور ان خیالات کو پھیلا رہے ہیں، یہ گروہوں کے لیڈروں کی ضمیر فروشی اور سعودی پیسے کی فراوانی کی وجہ سے ہے۔ یہ وہ گروہ ہیں کہ جن کو ترکی نے آستانہ مذاکرات میں گھسیٹا تھا اور جس کے نتیجے میں ان گروہوں نے علاقے خالی کر کے بشار حکومت کے حوالے کر دیے۔ یہ وہ گروہ ہیں جو آج حق کے راستے میں رکاوٹ بن کے کھڑے ہیں، یعنی یہ ایسے آلہ کار بن گئے ہیں کہ جنہوں نے نے شام کے انقلاب کو کمزور کیا اور بہت سے علاقوں کو ترکی کے جھوٹے وعدوں کی وجہ سے گنوا بیٹھے۔۔۔ لیکن چونکہ ان گروہوں کی صف میں مخلص افراد موجود ہیں، لہٰذا ان کے درمیان سنجیدگی سے ترکی کی دھوکہ دہی کے بارے میں سرگوشیاں گردش کر رہی ہے۔ اردوان نے ان سرگوشیوں کو محسوس کیا جس کا اُس نے روس کے صدر، پوٹن اور ایران کے روحانی کے ساتھ تہران سربراہی اجلاس میں اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "اپوزیشن غیر فوجی علاقے کے قیام کے بعد دھوکہ محسوس کر رہی ہے (الجزیرہ. نٹ 7/9/2018)۔ اردوان نے مانا ہے کہ شام کے گروہوں کو دھوکہ دینے کے منصوبوں کا ان کو پتا چل گیا ہے، جس سے اردوان سب سے زیادہ خوف زدہ ہے، اسی لیے ترکی کے منصوبے کے مطابق امن و امان کے حل کو مسترد کرنے والے گروہوں سے لڑنے کے لئے اب تک ان گروہوں نے کوئی جلدی نہیں کی۔۔۔ اور ترکی کی دھوکہ دہی کو نمایا کرتے ہوئے ان گروہوں کو آمادہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ادلب پر حملے کی صورت میں شدید لڑ آئی کریں۔۔۔

دوسرا گروہ: اس دوسرے گروہ کو اکثر میڈیا میں "دہشتگردوں" کے نام سے پکارا جاتا ہیں۔ اس گروہ نے شام کے مختلف علاقوں غوطہ، جنوب، حمص، مشرقی حلب اور دوسری جگہوں سے انقلابیوں کو جلاوطن ہونے پر مجبور کیا ہے۔ یہ گروہ شام کے قابل ذکر حصے پر اپنا کنٹرول رکھتا ہے۔

اور اس کے باوجود کہ یہ تعداد میں کتنے ہیں اور ان کے پاس اسلحہ کس قسم کا ہے ان کے خوف کا خلاصہ شام پر امریکی رپورٹوں سے لگایا جاسکتا ہے، کہ جن میں لکھا ہے کہ شامی اپوزیشن میں "انتہاپسند" قوتیں، اگرچہ تعداد میں زیادہ نہیں ہیں، مگر شام کے ہر محاذ پر بڑی لڑائیوں میں مصروف ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گروہ ایک مضبوط طاقت ہے کہ جسے آسانی سے شکست نہیں دی جاسکتی۔۔۔ خاص طور پر جب ادلب انقلابیوں کا آخری علاقہ سمجھا جاتا ہے، تو اس میں لڑائی عام طور پر شدید ہو گی کیونکہ انقلابی یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور اس میں سے باہر نکلنے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے جنگی لحاظ سے لڑائی ابھی تک بشار حکومت کے حق میں نہیں ہے اس کے باوجود کہ روس نے لڑائی کے لیے وسیع پیمانے پر فوجی تیاریاں کی ہیں۔ بلکہ ادلب میں جنگ کی صورت میں اس کی مدت میں طوالت اور بشار حکومت کی مقامی افواج اور اس کے پیروکاروں کی اس میں شمولیت حکومت کی جانب سے پہلے سے کنٹرول میں لیے گئے دیگر علاقوں کو اس کے کنٹرول سے باہر نکال سکتے ہیں۔

لہٰذا، تمام قسم کے یہ گروہ اگر اللہ تعالیٰ سے مخلص ہیں، تو وہ امریکہ کے روس کو بلیک میل کرنے کے اس دباؤ کے حالات کا فائدہ اٹھائیں، اور ترکی کی دھوکہ دہی اور سعودی عرب کے پیسے کو رد کر دیں۔۔۔ اور ان سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ ذکر یاد رکھیں:

﴿كَم مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

"بار ہا بڑی جماعت پر ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب آئی"(سورۃ البقرۃ:249)

لہذا اگر یہ گروہ شکست تسلیم نہیں کرتے اور اخلاص سے اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں تو ان شاء اللہ یہ ادلب میں ہی اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کی منصوبہ بندی کو ختم کر دیں گے اور انہیں شکست دے دینگے۔

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾

"اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کی حمایت کرتا ہے. بے شک اللہ طاقتور اور غالب ہے۔"(الحج:40)

12 محرم الحرم 1440ھ
9/22/2018 عیسوی